شہداء کے قافلہ سالار

لال مسجد کے غازیوں اور شہداء کے نام

شیخ ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہداء کے قافلہ سالار

(لال مسجد کے غازیوں اور شہداء کے نام)

شیخ ابو یحییٰ اللیبی

الحمدللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ آلہ واصحابہ ومن والاہ

امتِ اسلام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بہت پہلے کسی شاعر نے کہا تھا:

دشمن سے قتل وقتال تو ہم مردوں پر فرض کیا گیا ہے
جب کہ پاک دامن عورتوں کے ذمے تو بس نزاکت وحیا والے کام ہیں

لیکن آج ہم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں جہاں حقائق الٹ چکے ہیں۔اور شاید وہ وقت آ گیا ہے کہ جب مردوں کو عورتوں کے برقعے پہن لینے چاہئیں اور خود کو کمروں کی چار دیواری میں بند اور گھروں کی تاریکی تک محدود کر لینا چاہیے۔کیونکہ آج کے یہ مرد اُن میدانوں میں کودنے سے عاجز ہو گئے ہیں، جہاں جاری بڑے معرکوں میں شامل ہونا محض ابطال ہی کا کام ہے۔پس مردوں کو چاہیے کہ وہ کمزور عورتوں کے لیے میدان خالی کر دیں......شاید کہ یہ عورتیں اپنی امت کے لیے کوئی ایسا کام کر دکھائیں جسے کرنے سے مرد عاجز آ چکے ہیں۔

افسوس ہے ایک ایسے دور پر جہاں پست ہمتی نے جسدِ امت کو لاغر بنا دیا، امتیوں میں وہن کی بیماری پھیل گئی اور ان پر بزدلی اس قدر غالب آ گئی کہ بالآخر باپردہ خواتین اور معصوم بچوں کی پرورش کرنے والی مائیں اس بات پر مجبور ہو گئیں کہ وہ مردوں کا کردار ادا کریں اور تکبیر کے نعرے بلند کرتی ہوئی میدان میں اتر آئیں......دین کے حامی وانصار تلاش کریں......اور مدد کے لیے چیخ چیخ کر پکاریں۔ان خواتین کو ان کے زندہ ایمان بیدار ضمیر اور حساس دل

حرکت میں لائے۔ ایسے دل جن میں غیرتِ حق کے آتش فشاں پھوٹ رہے تھے۔ ایسے دل جو دین کی بے حرمتی، عصمتوں کی پامالی اور شریعت کی تحقیر پر خون کے آنسو روتے تھے۔ یہ سب کچھ ایک ایسے ملک میں ہوا جو فاسدوں اور مفسدوں کے کھیل تماشوں کی نظر ہو چکا ہے۔ جس پر دین کو ترک کر دینے والے مرتد مسلط ہیں اور خواہشات و شہوات کے پجاریوں نے جس سے مردانگی چھین لی ہے۔

ہم سب نے اس زخمی پاکستان کے شہر اسلام آباد میں واقع جامعہ حفصہؓ کے حالات سنے۔ ایک ایسا مدرسہ جس نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ وہ واقعتاً جامعہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کہلائے جانے کا مستحق تھا۔ جہاں عصمت، عفت اور پاک دامنی نے بے حرمتی، بے حیائی و نفس پرستی کا مقابلہ کیا۔ جہاں یہ صدا بلند ہوئی کہ ایمانی عزت سے جیو اور اپنے عقیدے پر فخر کرو تا کہ یہ جدید گھٹیا مغربی تہذیب تمہاری نگاہوں میں حقیر و ذلیل بن جائے؛ اور ''آزادی'' کا یہ بے حیا مغربی تصور بھی تمہارے لیے قابلِ نفرت بن جائے جس کی دعوت لے کر کچھ رذیل لوگ پاکستان میں بھی اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بھی جدید جاہلیت کے قافلے میں شامل کر سکیں۔

پس یہ ایمانی پکار اتنے زور سے بلند کی گئی کہ زمین اس کی گونج سے کانپنے لگی اور اس بودے جاہلی نظام کی جڑیں ہل کر رہ گئیں۔

کیا یہ زمانۂ جاہلیت کے حکم (فیصلے) کے خواہش مند ہیں؟ اللہ سے اچھا حکم (فیصلہ) کس کا ہے؟ ان کے لیے جو یقین رکھتے ہیں...... (المائدۃ:۵۰)

جی ہاں! یہ ایک ایسا مدرسہ ہے جس کی دی ہوئی شہادتیں (سندیں) شاید ان دنیاوی سندوں کے درمیان کوئی نمایاں مقام نہیں رکھتیں؛ حالانکہ کتنے ہی لوگ ان سندوں کے پیچھے مرے جاتے ہیں۔ لیکن جو شہادت (سند) اس مدرسے نے اس مرتبہ دی ہے اور جو مؤقف اس نے اس مسئلے میں اختیار کیا ہے اس نے اسے عزت و وقار کی بلند ترین چوٹیوں پر پہنچ دیا ہے اور کامیابی کے اعلیٰ ترین مراتب پر اس کا نام لکھوا دیا ہے۔ یہ ایک ایسا امر ہے جس کا اعتراف کرنے پر اپنے اور پرائے سب ہی مجبور ہو گئے کیونکہ حق، سچ اور ایمان کی گواہی کی یہی شان ہوتی ہے۔

یہ گواہی حق کی گواہی ہے کیونکہ اس مدرسے نے حق کہا اور ہدایت کا علم بلند کیا ایمان و یقین کی باتوں سے دلوں کے امراض کا علاج کیا۔ عفت و حیا کی دعوت کا ساتھ دیا اور اس گھٹا ٹوپ تاریکی کے عالم میں پکار کر کہہ ڈالا۔

اور یہ کہ یھی تو میرا سیدھا رستہ ھے تو تم اسی پر چلنا. اور دوسرے رستوں پر نہ

چلنا که (ان پر چل کر) اللّٰه کے راستے سے الگ هو جاؤ گے. ان باتوں کا اللّٰه تمهیں حکم دیتا هے تا که تم پرهیز گار بنو...... (الأنعام : ١٥٣)

یہ گواہی حق کی گواہی ہے...... کیونکہ دینی غیرت کا جذبہ ہی اس مدرسے کے لیے اصل محرک بنا۔ عقیدے کی حفاظت کی تڑپ نے اسے اٹھنے پر مجبور کیا۔ ذلت کی طرف بلانے والوں کے سامنے انکار کے جذبے نے اسے آگے بڑھایا۔ اسلام سے سچے تعلق پر فخر اسے اس کے ضعف کے باوجود میدان میں لے آیا اور اس نے باطل کے ذلیل چہرے پر یہ حقیقت صاف دے ماری:

هم نے اللّٰه پر جھوٹ (افترا) باندھا اگر هم تمهارے مذهب میں لوٹ جائیں اس کے بعد که اللّٰه همیں اس سے نجات بخش چکا هے...... (الأعراف:٨٩)

یہ گواہی حق کی گواہی ہے...... کیونکہ اس نے دھوکے باز باطل کو رسوا کر کے رکھ دیا۔ اہلِ باطل کے سیاہ بدنما چہروں پر پڑی دجل کی نقابیں چاک کر ڈالیں۔ باطل کو دھوکہ دہی و فریب کی شیطانی لذتوں سے نکال کر تمام لوگوں کے سامنے یوں عریاں ورسوا حال لا کھڑا کیا کہ اس کے پاس اپنے قبیح شکل پر پردہ ڈالنے کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔ اور پھر حق کی اس گواہی نے باطل کو حقارت کے ساتھ اٹھا کر وہیں پھینک دیا جہاں پھینکے جانے کا یہ مستحق تھا۔

جو لوگ اللّٰه اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے هیں وه نهایت ذلیل لوگوں میں سے هیں...... (المجادلة: ٢٠)

یہ گواہی حق کی گواہی ہے...... کیونکہ یہ اجلی و بے داغ فطرت سے پھوٹی ہے۔ تنہا اللہ کے سامنے جھکنے والے قلوب کی گہرائی سے اٹھی ہے اور پاکیزہ نفوس کے ضمیر سے نکلی ہے۔ یہ گواہی دینے والوں نے کسی جھوٹے کذاب سے اجازت لینے کا انتظار نہ کیا نہ ہی کسی مداہنت کرنے والے چاپلوس کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اور نہ ہی کسی مفسد طاغوت کی سرپرستی میں چلنا گوارا کیا انہیں اجازت، حمایت اور سرپرستی دینے کے لیے تو فضل وعنایت والے کریم رب کا یہ ایک فرمان ہی کافی تھا:

اور تم میں ایک جماعت ایسی ضرور هونی چاهیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے. یهی لوگ

ھیں جو نجات پانے والے ھیں۔(آل عمران: ۱۰۴)

یقیناً مبارک باد کا مستحق ہے یہ گروہ جس نے اسلام کے عالی اخلاق کے سائے میں اپنی جگہ بنائی۔اور دیکھتے ہی دیکھتے عزت وشرف کی بلندترین چوٹی پر جا پہنچا۔اور پورے یقین واطمینان کے ساتھ داعیٔ حق کی پکار پر لبیک کہا۔حالانکہ پسپائی اورذلت کی طرف دعوت دینے والوں کے شوروغوغے نے انہیں ہرسمت سے گھیر رکھا تھا۔

تونے حق کی آواز پر بلاتوقف لبیک کہا

اورجھوٹے فاجر کی بات ماننے سے انکارکیا

تودشمن کی بدخلقی کا سامنا بھی عزت سے کرتی رہی

اورتونے وہ اعلیٰ اخلاق اختیار کئے جس کا حکم تیرے مالک نے دیا تھا

تونے ان کی پوشاک اور مال واسباب سے نگاہیں پھیرلیں

اوراپنا مقصودومطلوب بس آخرت ہی کو بنالیا

اے بہنا! تجھے رضائے الٰہی والی راہ پر چلنے کی توفیق ملی

پس عاجزی کے ساتھ اس ذات کا شکرادا کر جس نے تجھ پر یہ انعام فرمایا

آج جہاں ایک سمت جامعہ حفصہ تاریخ کے صفحات پر اپنا بے مثال کردار ثبت کر کے فخر وسربلندی کے عرش پر جا پہنچی ہے، وہیں اس جامعہ کے اساتذہ اور علماء بھی اپنے شاگردوں کے مؤقف سے قدم بھر پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں۔ انہی علماء واساتذہ نے توان طالبات کوایمان کے حقیقی معنی سمجھائے۔ان کے دلوں میں عالی ہمتی اتاری بلندیاں پانے کی تڑپ ان میں پیدا کی اورقربانیوں کی راہ کوان کے سامنے آسان کر کے دکھایا۔پس ان اساتذہ کے سروں پر اللہ تعالیٰ نے عزت وشرف کا وہ تاج رکھا جوتاریخ کی پیشانی پر چمکتا ہوا صاف نظرآتا ہے۔انہوں نے اپنے قول وفعل سے وہ شعارزندہ کردکھایا ہے جس کے مضمون ومعانی کی گہرائی کوصرف صبر وہدایت اوریقین کے امام ہی سمجھ سکتے ہیں۔

مجھے کچھ پروانہیں جب میں اسلام کی حالت میں قتل کیا جارہا ہوں

کہ میں کس کروٹ گرکراللہ کی خاطر جان دیتا ہوں

اورمیری یہ قربانی محض ایک الٰہ کی خاطر ہے

اوراگروہ چاہے تو میرے جسم کے کٹے پھٹے ٹکڑوں ہی میں برکت ڈال دے

اہلِ حق ویقین کی زبانوں پر آج سے پہلے بھی یہی بول ہوتے تھے اور وہ یونہی دین کے معاملے میں ادنیٰ سی ذلت برداشت کرنے پر تیار نہ ہوتے تھے۔ اور آج بھی اہلِ حق ویقین کی زبانوں پر یہی بول ہیں بلکہ آئندہ بھی یہی بول ہوں گے۔ اور یہ لوگ آج بھی ایسا کوئی لفظ اپنے منہ سے نکالنے سے انکاری ہیں جس سے باطل کا ذلیل نفس راضی ومطمئن ہو جائے۔

یہ وہ ایمانی پیغام تھا جو لال مسجد کے خونریز معرکے نے ہمیں دیا۔ یہ مسجد محض اپنے ظاہری رنگ اور نام کے اعتبار ہی سے لال مسجد نہ تھی بلکہ یہ تو واقعتاً لال مسجد کہلانے کی مستحق تھی؛ کیونکہ اس کے در و دیوار کو وفا شعار شہداء نے اپنے پاکیزہ خون سے سرخی بخشی اور اس کی زمین کو اپنے لہو سے سیراب کیا۔ ہم ان کے بارے میں ایسا ہی گمان رکھتے ہیں اور ان کا محاسب تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس مسجد والوں نے اس مثالی کردار کا مظاہرہ کیا جو ابطال میں سے بھی خال خال ہی کوئی ادا کر پاتا ہے۔ اور یہ لوگ تاریخ کے صفحات میں اہلِ باطل سے مقابلے کا ایک ایسا منفرد قصہ رقم کر گئے ہیں جس کا دہرایا جانا مشکل نظر آتا ہے۔ پس جیسے اس عظیم مسجد کے حلقوں سے کبھی وہ علماء وطلباء نکلا کرتے تھے جو بھلائی کی طرف بلاتے، نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے تھے اسی طرح آج اسی مسجد سے وہ کھرے اور نادر و نایاب ہیرے فارغ التحصیل ہو کر نکلے ہیں جو لہو رنگ تمغے سینوں پر سجا کر سیدھا شہداء کے سرداروں کی صف میں جا کھڑے ہوئے ہیں۔ ہم ان کے بارے میں ایسا ہی گمان کرتے ہیں اور محاسب تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

شیروں کے اس دستے میں سرِ فہرست پیچھے نہ ہٹنے والے، امام عالِم، باعمل شہید باپ اور شہید ماں کے شہید بیٹے مولانا عبدالرشید غازی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ نے ذلت وپستی کے اس دور میں کلمہء حق بلند کیا، اپنے ایمان کے بل پر بلندیوں کو عبور کیا، اس متکبر باطل کو ذلیل ورسوا کیا جس کا سارا اعتماد اپنی قوت و جبر پر تھا۔ اس شہید نے پورے یقین، وثوق اور اطمینان سے باطل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تمہارا غرور وتکبر تمہیں ہی پیارا ہو جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں تو صاف کہتا ہوں:

تو میں تو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہوں. تم اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر ایک کام (جو میرے بارے میں کرنا چاہو) مقرر کر لو اور وہ تمہاری جماعت (کو معلوم ہو جائے اور کسی) سے پوشیدہ نہ رہے. پھر وہ کام میرے حق میں کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو...... (یونس:۷۱)

آپؒ نے محاصرے میں گھر جانے اور دشمن کی دھونس، دھمکیوں کی بوچھاڑ سن لینے کے بعد یہ کہا...... میں موت کو اس بات پر ترجیح دیتا ہوں کہ میں نے جن باتوں کی دعوت دی ہے ان میں سے کسی ایک سے بھی پیچھے ہٹوں یا خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر دوں۔ اور پھر آپ کے فعل نے آپ کے اس قول کی تصدیق کر دی۔

اس کے لیے موت سے بچنا بہت آسان تھا

لیکن اس کے مضبوط موٴقف اور اعلیٰ اخلاق نے یہ گوارا نہ کیا

اور اس نے خود موت کے دلدل میں مضبوطی سے قدم جمایا

اور اس سے کہا کہ: میرا حشر بھی اب اس نقشِ پا کے تلے سے ہوگا!

کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا:

''سب سے افضل جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہء حق کہنا ہے''

تو ذرا سوچیے کہ اس کلمہء حق کا عنداللہ کیا بلند مقام ہوگا جو (محض ظلم ہی کے نہیں بلکہ) عالمی کفر وطغیان کے ایک اساسی رکن کے منہ پر کہہ ڈالا گیا ہو؟ بلکہ اس کی حکومت، فوج، جاسوسی اداروں اور سیکیورٹی دستوں سب ہی کے منہ پر کہہ ڈالا گیا ہو؟ مولانا عبدالرشید غازیؒ نے کلمہء حق صاف صاف اور صراحتاً کہہ ڈالا...... بلا لچک، بلا مداہنت وبلا فریب۔ اور سب کے سامنے ڈنکے کی چوٹ پر بات کی حالانکہ آپ ظلم وانتقام کی تلواروں کو اپنے سامنے چمکتا دیکھ رہے تھے لیکن آپ نے کچھ پروانہ کی کسی بات کو خاطر میں نہ لائے اور حق بات کھول کھول کر پہنچاتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ موت سے جا ملے اور موت آپ سے آن ملی آپ رحمۃ اللہ علیہ شہید کر دیئے گئے اور آپ کے ساتھ آپ کی والدہ رحمھا اللہ کو بھی شہید کر دیا گیا۔ اور یوں جھوٹے الزامات بکنے والی ہر زبان گنگ ہوگئی اور بغض وحسد سے لبریز ہر وہ دل سیاہ ہو کر بجھ گیا جو جھوٹے الزامات کو فروغ دینے اور افواہیں پھیلانے نکلا تھا۔ گویا یہ شہیدؒ زبانِ حال سے ان سب حاسدوں سے کہہ رہا ہے:

(ان سے) کہہ دو کہ (بد بختو) غصے میں مر جاؤ اللہ تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے (آلِ عمران: ۱۱۹)

آپؒ ان سب لوگوں کے لیے ایک نمونے کی حیثیت رکھتے تھے جو آپ کے ساتھ مل کر لڑے۔ اور اب تو آپ اپنی ذات میں خود ایک مدرسے کی حیثیت رکھتے ہیں...... ان تمام لوگوں کے لیے جو ان شاء اللہ آپ کے بعد

اس راستے پر چلیں گے۔ آپ کے بعد اس راہ پر آنے والے لوگ آپ ہی کے اُسوے کی روشنی میں اپنے عزائم بلند رکھیں گے۔ آپ ہی سے یہ سبق سیکھیں گے کہ اپنی تمام دوڑ دھوپ کا ہدف سعادت کے اعلیٰ مراتب کو بنایا جائے اور شہادت کا شرف بھی یوں حاصل کیا جائے کہ اس کی محترم ترین حالت اور اعلیٰ ترین درجہ انسان کے حصے میں آئے۔

اگر تم عزتوں کی تلاش میں بے خوف وخطر کود ہی پڑو

تو پھر ستاروں سے کم کسی چیز پر راضی نہ ہونا

جب حقیر کاموں میں لگ کر بھی موت کا ذائقہ تو چکھنا ہی ہوگا

تو کیوں نہ عظیم کام کرتے ہوئے موت کا مزہ چکھا جائے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شہداء کے سردار حمزہؓ بن عبدالمطلب ہیں اور وہ شخص (بھی) ہے جو کسی جابر سلطان کے سامنے کھڑا ہوا پھر اسے (نیکی کا) حکم دیا اور (برائی سے) منع کیا تو اس (سلطان) حاکم نے اسے قتل کر ڈالا۔''

تو کیا لال مسجد کے شہداء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کردہ یہ وصف نہیں پایا جاتا۔ وہ وصف جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء کا سردار ہونے کی علامت بتلایا ہے؟

یہ شہداء جبر واستبداد کے سہارے قائم، اس غلیظ لادین طاغوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑے ہوگئے، جب انہوں نے دیکھا کہ یہ طاغوت بستیوں اور آبادیوں کو ارتداد کے گڑھے کی طرف کھینچتا چلا جا رہا ہے، اخلاق سے عاری کر رہا ہے، اپنے مشرقی اور مغربی آقاؤں کی مکمل غلامی سکھلا رہا ہے، تاکہ یہاں کے مسلم عوام اپنی ثقافت، اخلاق، عقیدے اور عادات میں ان کفار کی ہو بہو نقل بن جائیں۔ پس اس موقع پر یہ ابطال اٹھ کھڑے ہوئے اس طاغوت اور اس کی ذلیل کٹھ پتلی فوج کا رستہ روکنے کے لیے اور اس کے ان جاسوسی اداروں کی آنکھوں میں بھی آنکھیں ڈالیں جو صرف کمزوروں ہی کے سامنے شیر بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان شہداء نے ان سب طواغیت کے سامنے ڈٹ کر کہا کہ فساد کے اس سلسلے کو بند کرو جس نے بستیوں کو تباہ، اقدار کو پامال اور عزت و وقار کو روند کر رکھ دیا ہے۔

ان شہداء نے سب طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ پاکستان نے گائے کے پجاریوں کے تسلط سے اس لیے آزادی وخود مختاری حاصل نہیں کی تھی کہ اسے شہوات کے پجاری اور بے ہودہ وفاجر حکمران اپنا غلام بنا

لیں۔ایسے حکام جو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔

ان شہداء نے سب طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ پاکستان اس لیے قائم نہیں ہوا تھا کہ یہ ایک اسلام دشمن ملک بن کر اہلِ اسلام کے خلاف جنگ کرے، احکامِ دین کو ایک طرف اٹھا پھینکے اور پھر ایسے ردی افکار کے سامنے سر جھکائے جو ان عقلوں کی پیداوار ہیں، جن پر اللہ نے لعنت فرمائی اور اپنا غضب برسایا اور انہیں بندر، خنزیر اور طاغوت کے بندے بنا دیا۔ پھر یہاں انہی کفری افکار کی تعظیم و تکریم ہو، انہی کو مقدم جانا جائے، انہی کے مطابق ملک کا نظام چلایا جائے اور لوگوں کو تہذیب، جدیدیت اور ترقی کے نام پر یہی سب قبول کرنے پر مجبور کیا جائے۔

ان شہداء نے سب طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ پاکستان اس لیے نہیں بنا تھا کہ یہ صلیب کے محافظ امریکہ اور اس کے پیروکاروں کا حلیف اور مددگار بن کر مجاہدین کو جلاوطن کرے، انہیں جیلوں میں، ڈالے اللہ کے موحد بندوں کو عبرت کا نشان بنائے اور اپنی فضائیں اور بحر و بر ان کافروں کے لیے کھول دے جو صبح و شام کڑے حفاظتی انتظامات میں اور پوری طرح مسلح ہو کر یہاں (پاکستان) سے نکلیں اور افغانستان میں ہزارہا مسلمانوں کو قتل کر کے بحفاظت واپس لوٹ آئیں۔

ان شہداء نے سب طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ پاکستانی فوج، جو جھوٹ بولتے ہوئے ''ایمان، تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ'' کو اپنا شعار قرار دیتی ہے اس فوج کا اصل مقصد یہ نہ تھا کہ یہ صلیبیوں کا دفاع کرے، ان کے احکامات کو بلا چون و چرا نافذ کرے، مسجدوں کو گرائے، مدارس کا محاصرہ کرے اور گلی کوچوں میں مسلمانوں کا قتلِ عام کرے۔ اس فوج کی اصل ذمہ داری تو یہ تھی کہ یہ بلا دجل و فریب اس شعار کی حقیقتاً پابندی کرے جس کا یہ صبح و شام دم بھرتی ہے۔

ان شہداء نے سب طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کی اصل اقدار عزت، عصمت، عفت، حیاء اور غیرت ہیں۔ پس ان کے درمیان بدکاری، فسق و فجور اور بے حیائی و عریانی کے دلدادہ لوگوں کی کوئی جگہ نہیں۔ نہ ہی ان لوگوں کے لیے یہاں کوئی گنجائش ہے جو اہلِ ایمان میں فحاشی کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔

ان شہداء نے سب طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ پاکستان مسلمانوں کی سرزمین ہے اور

یہاں بسنے والے بھی مسلمان ہیں اس لیے یہاں حکومت بھی لازماً اسلام ہی کی ہوگی، یہاں کا نظام اسی کی شریعتِ عادلہ کے سائے میں چلے گا، یہاں کی فضاؤں میں صرف پرچمِ توحید ہی بلند ہوکر لہرائے گا اور لادینیت (سیکولرازم) اور صلیب کے پرچموں کو اس زمین میں خاک آلود کردیا جائے گا۔ اور اگر ایسا نہ ہوسکا تو پھر زمین کا پیٹ ہمارے لیے اس کی پشت سے کہیں بہتر ہوگا۔

یہ تھے وہ اعلیٰ مقاصد جن کی خاطر وہ اٹھے انہی کی خاطر وہ لڑے انہی کی خاطر وہ قتل کیے گئے اور بلاشبہ وہ شہداء کے سرداروں میں شامل ہونے کے حق دار ہیں۔ ہم ان کے بارے میں ایسا ہی گمان رکھتے ہیں اور محاسب تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے اللّٰہ سے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا تو ان میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنے قول کو)ذرا بھی نہیں بدلا (الأحزاب: ۲۳)

مجھے یوں محسوس ہوتا ہے گویا میں ان کے ساتھ ساتھ ہوں اور وہ میری نگاہوں کے سامنے انتہائی سخاوت سے ایک ایک کرکے اپنی جانوں کی قربانی دے رہے ہیں، اور باری باری موت کے سمندر میں کود رہے ہیں، تاکہ اپنے ربّ کے سامنے کل کوئی عذر پیش کرسکیں۔ ایمان کی بہاریں اور ربّ کی جنتیں پانے کا شوق ان کے وجدان میں سرایت کرچکا ہے اور گویا وہ بچھڑتے وقت وصیت کرتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں:

اے پیارے بھائی! اگر تو مجھ سے بچھڑنے پر آنسو بہا رہا ہے
اور رو رو کر تو نے میری قبر تک تر کر ڈالی ہے
تو ذرا میرے جسم کے ذروں سے بعد میں آنے والوں کے لیے کچھ شمعیں بھی روشن کرلے
اور ان کی روشنی میں عزت اور سربلندی کی سمت یہ سفر جاری رکھ

پس سخاوت کرنے والوں کو اس راہ میں خوب سخاوت کرنی چاہیے۔ مال لٹانے والوں کو یہاں سب کچھ لگا دینا چاہیئے۔ اور اصحابِ جود و کرم کو اس میدان میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا چاہیئے۔

ان شاء اللہ ان شہداء کا یہ طاہر و پاکیزہ خون ایک ایسا منارۂ نور ثابت ہوگا جس کی روشنی میں اس راہ کے

راہرو اپنی منزل صاف دیکھ پائیں گے۔ یہ خون ایک ایسا ابلتا ہوا چشمہ ثابت ہوگا جو پاکستان میں شجرِ اسلام کو بھرپور سیراب کرے گا۔ اوران شاء اللہ ان شہداء کا یہ پرچم اس امانت کے حقیقی مستحقین تھام لیں گے، یعنی وہ لوگ جو انہی شہداء کی راہ پر گامزن ہوں گے انہی کی سیرتوں کی پیروی کریں گے اورانہی جیسے کارنامے دہرائیں گے تاکہ اس محل کی تعمیر مکمل کرسکیں جس کی بنیادوں کو ان شہداء نے اپنے جسموں کے ٹکڑوں سے مستحکم کیا۔ اور یوں یہ قافلہءحق ان شاءاللہ چلتا چلا جائے گا۔

جہاں میں اہلِ ایمان صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے ادھر نکلے

یہ تو ممکن ہی نہیں کہ ایسی زبردست قربانی جس کی عظمت بیان کرنے پر کوئی زبان قادر نہ ہو یونہی رائیگاں چلی جائے۔ اور جھوٹ کے اس سمندر میں گھل کر ختم ہوجائے۔ اللہ کی سنت یہی ہے کہ پاکیزہ خون ضرور رنگ لاتا ہے۔

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کھو کہ وہ مرے ہوئے ھیں (وہ مردہ نھیں) بلکہ زندہ ھیں لیکن تم نھیں جانتے ...... البقرۃ:(۱۵۴)

اے شہید! تیرے ذریعے اللہ نے حق کی جبین کو تاابدالآباد بلند کیا
اوراب تو تو ایک پرچم کی طرح ہماری صفوں کے لئے ایک علامت بنا رہے گا
سالاروں کا قائد بن کر قربانیوں کی مثال بن کر
اور ہم کبھی یہ بات نہ بھولیں گے
کہ تو نے ہی ہمیں سکھلائی موت کے منہ میں بھی مومن کی مسکراہٹ

پس اے پاکستان میں بسنے والے مجاہدو! اے قربانیاں دینے کے باوجود آگے بڑھتے چلے جانے والے شیرو! اے شہادت کے طالبو! حوروں کے عاشقو! انسان کو موت تو ایک ہی دفعہ آتی ہے پس شہادت کے اس باغ میں کود پڑو جس کا دروازہ اللہ نے تمہاری سرزمین پر کھول دیا ہے۔ اور یوں ڈٹ کر کھڑے ہوجاؤ کہ اللہ تم سے راضی ہو جائے۔ اٹھو اور سب مل کر اس مرتد، مفسد، طاغوت کو مٹا ڈالو۔ اس کے لادین (سیکولر) طاغوتی نظام کو گرادو۔ اس کی احمق فوج کے قلعوں اس کے ناپاک جاسوسی اداروں کی کمین گاہوں اوراس کی جاہلی حکومت کے مراکز کو تباہ کردو۔ اور اپنے پڑوسیوں یعنی افغانستان کے خوددار لوگوں کی اقتداء کرو جنہوں نے اپنے ثبات، عزیمت، صبر کی قوت اور اپنے

رب پر سچے توکل کے ذریعے اپنی زمین کو جابر و متکبر سلطنتوں کا ایسا مقبرہ بنا دیا ہے کہ جو بھی یہاں گھستا ہے۔ ذلیل و رسوا ہو کر شکست و ہزیمت کا دھبہ چہرے پر لگوا کر یہاں سے نکلتا ہے۔ اور اس کے تمام ذلیل کٹھ پتلی آلۂ کار بھی اس کے ساتھ ہی جلا ڈالے جاتے ہیں۔

پس اے اہلِ پاکستان تم بھی ایسا ہی کرنے کی کوشش کرو۔ جان لو کہ اہلِ پاکستان کو جو قیمت اس مرتد حکومت کے سامنے ہتھیار ڈالنے اس کی پیروی کرنے اور اس کے سامنے سر جھکانے کی صورت میں مجبوراً ادا کرنا پڑے گی وہ اس قیمت سے کئی گنا زیادہ ہے جسے وہ برضاء ورغبت ادا کر کے یہاں کے باسی حقیقی عزت پا سکتے ہیں۔ یعنی ایک ایسے نظام کے تحت زندگی جہاں دین کا کلمہ بلند ہو، شریعت حاکم ہو، عقیدہ محفوظ ہو اور تمام انسانوں کی غلامی سے آزاد ہو کر تنہا ایک اللہ کی غلامی اختیار کی جا سکے۔

حق کبھی عزت کی بھیک مانگنے سے قائم نہیں ہوتا، نہ ہی ذلت کے ساتھ جھکنے سے اپنے حقوق ملتے ہیں اور نہ ہی ظلم کا خاتمہ کبھی سفارشوں سے ہو پاتا ہے۔ بلکہ یہ سب کچھ پانے کے لیے شیروں کے سے عزائم، آسمان کو چھوتی ہمتیں، سنجیدہ جدوجہد اور پیہم قربانیاں درکار ہوں گی مشکلات کو ہلکا جاننا ہوگا اور خطرات سے بے پروا ہونا ہوگا۔

لوگوں کو ان کے عزم و ہمت کے بقدر ہی ان پر مشکلات آتی ہیں
اور مرتبے، عزت مندوں کو اُن کے ظرف کے مطابق ہی ملتے ہیں
چھوٹوں کی نگاہ میں ان کا چھوٹا سا مسئلہ بھی بہت بڑا بن جاتا ہے
اور بڑوں کی نگاہ میں ان کے بڑے بڑے مسائل بھی چھوٹے ہو جاتے ہیں

اور آپ کے لیے ان سب باتوں سے بہتر اور نفع بخش اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

تم ھلکے ھو یا بوجھل ،نکل آؤ اور اللّٰہ کے رستے میں مال اور جان سے لڑو یھی تمھارے حق میں بھتر ھے بشرطیکه تم سمجھو...... (التوبة : ۴۱)

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان شہداء کی شہادتیں قبول کرے۔ علّیّین میں ان کے درجات بلند کرے۔ ہمارے قیدی بھائی بہنوں کو رہائی اور تکلیف میں مبتلا لوگوں کو نجات دے۔ زخمیوں اور بیماروں کو شفا دے۔ ان کے اہل وعیال کو خصوصی صبر عطا کرے۔ اور ان سب کو بلا حساب ثواب دے۔ بلا شبہ وہ ربِ کریم و وہاب ہے۔

وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العلمین